شیخ مہدی علی خاں زکی کی شعری خدمات

ڈاکٹر تبسم صابر

جھولے والی املی، ڈگری کالج روڈ، رامپور (یوپی)، موبائل: 9897483070

منشی مہدی علی خاں زکی خلف شیخ کرامت علی خاں مراد آباد کے ساکن تھے۔نواب محمد سعید خاں والی رام پور کے عہد (۱۸۴۰ء۔ ۱۸۵۵ء) میں برسوں وظیفہ خوار ریاست رہے اور نواب صاحب کے حکم پر داستان ''بوستان خیال'' فارسی کے مختلف طلسمات کا اردو زبان میں چار ضخیم جلدوں میں ترجمہ کیا۔ریاست رام پور کے علاوہ زکی نے کچھ عرصہ لکھنؤ میں بھی گزارا اور شیخ امام بخش ناسخ کی خدمت میں اپنی شاعری کو صیقل کیا۔اس وقت لکھنؤ پر نواب غازی الدین حیدر کی حکومت تھی۔زکی نے ان کی شان میں بھی قصیدے پیش کیے اور خلعت وانعام سے سرفراز ہوئے۔

لکھنؤ کے ارباب کمال کی ملاقات سے فیض یاب ہونے کے بعد زکی نے دہلی کا رخ کیا۔ان دنوں دہلی میں نواب مصطفی خاں شیفتہ کے مکان پر محفل مشاعرہ منعقد ہوتی تھی۔زکی بھی اس جلسے میں شریک ہو کر موردِ تحسین و آفریں ہوئے۔ اسی بزم مشاعرہ میں مرزا قادر بخش ''گلستان سخن'' کی ان سے ملاقات ہوئی تھی۔جس کا تذکرہ انھوں نے اپنی کتاب ''گلستان سخن'' میں کیا ہے۔

دہلی سے رخصت ہو کر زکی سہارن پور پہنچے،لیکن طبیعت وہاں نہیں لگ سکی لہٰذا قسمت آزمائی کے لیے حیدر آباد دکن کا رخ کیا۔دکن میں زکی کے فن کی خوب قدر دانی ہوئی۔زکی نے دکن کے نواب ناصر الدولہ کی مدح میں بہت پرزور قصائد کہے جن میں خوب خوب صنعتیں برتیں۔جس کی وجہ سے اہل دربار کے درمیان ان کی عزّت و وقعت مزید بڑھ گئی اور نواب موصوف نے بھی خوش ہو کر خلعت وانعام سے مالا مال فرمایا۔بعد ازاں وطن کی محبت نے مراد آباد واپسی پر مجبور کیا تو مراد آباد واپس لوٹ آئے،لیکن پھر کچھ دن قیام کے بعد دوبارہ لکھنؤ پہنچے اور نواب واجد علی شاہ کی سرکار میں ملازم ہوئے۔اسی زمانے میں ''ملک الشعرا'' کے خطاب سے بھی نوازے گئے۔

غدر ۱۸۵۷ء کے بعد زکی لکھنؤ چھوڑ کر دوبارہ اپنے وطن مراد آباد آگئے۔اس کے بعد نواب یوسف علی خاں والی رام پور کے بلانے پر رام پور میں اقامت گزیں ہوئے،لیکن پھر سفر کا شوق دامن گیر ہوا یا پھر یوں کہیے کہ ان کی زندگی کے سفر کا آخری پڑاؤ انبالہ کو بننا تھا اس لیے ۱۲۸۱ھ/۱۸۶۴ء میں انبالہ کا رخ کیا اور ذی قعدہ ۱۲۸۳ھ/۱۸۶۶ء کو انبالہ کی ہی زمین پر جان جان آفریں کے حوالے کر کے ہمیشہ کی نیند سو گئے۔

ملک الشعرا شیخ مہدی علی خاں زکی کو فن داستان نویسی اور شعر و شاعری میں درجہ کمال حاصل تھا۔زکی کی باقیات میں داستان ''بوستان خیال'' کے مختلف طلسمات کے اردو تراجم کے علاوہ ایک اردو کا دیوان اور علم عروض پر ''یادگیر'' کے نام سے ایک رسالے کا ذکر ملتا ہے۔بہت عرصہ ہوا مطبع منشی نول کشور سے زکی کا تقریباً تمام کلام ''کلیات ذکی'' کے نام سے شائع کر دیا گیا ہے۔

جہاں تک زکی کی ترجمہ کردہ چار داستانوں کا تعلق ہے وہ ہنوز قلمی شکل میں ہیں اور رام پور رضا لائبریری کے قلمی مخطوطات میں شامل ہیں۔ جیسا کہ پہلے مذکور ہوا یہ چاروں داستانیں داستان ''بوستان خیال'' فارسی کے مختلف طلسمات کا اردو زبان میں ترجمہ ہیں۔جنھیں زکی نے نواب محمد سعید خاں کے حسب فرمائش تسوید کیا ہے۔شیخ مہدی علی خاں زکی کی تحریر کردہ یہ چاروں داستانیں اردو نثر کا قابل قدر سرمایہ ہیں۔راقمہ کو بنظر خود ان کا مطالعہ کرنے کا موقع حاصل ہوا ہے،لیکن چونکہ اس وقت زکی کی شعری خدمات کا تعارف ہمارے پیش نظر ہے اس لیے داستانوں کی تفصیل میں نہ جاتے ہوئے ان کے دیوان اور علم عروض سے متعلق ان کے رسالے ''یادگیر'' کا مختصر تعارف پیش ہے۔جس سے ان کی شعر گوئی اور شعر فہمی کی وضاحت ہوتی ہے۔

مصنف ''گلستان سخن'' اور مصنف ''خمخانۂ جاوید'' وغیرہ تذکرہ نگاروں نے زکی کی شاعری کی بہت تعریف کی ہے اور ان کی شاعری سے متعلق یہ لکھا ہے کہ ان کی شاعری میں دہلوی اور لکھنوی دونوں رنگ ملتے ہیں۔جو ان کی اعلیٰ پایہ شاعری کی خارجی دلیل ہے۔داخلی دلائل کے طور

پر خود ان کی کتابیں ہیں۔

چنانچہ ہمیں رام پور رضا لائبریری میں ''دیوان اردوئے زکی'' کے نام سے ۱۸۷ صفحات پر مشتمل ایک مطبوعہ نسخہ ملا ہے، جو منشی محمد مہدی بخش خاں کے زیر اہتمام مطبع ریاض ملتان سے شائع ہوا ہے۔ علاوہ ازیں فن عروض پر ''یادگیر'' نامی زکی کا رسالہ بھی مطبع ریاض ملتان سے ۱۹/ ربیع الثانی بروز شنبہ ۱۲۷۱ھ کو منشی محمد مہدی حسین خاں کے زیر اہتمام چھپ کر شائع ہو چکا ہے اور رام پور رضا لائبریری میں موجود ہے۔ صفحات کی تعداد ۳۶ ہے۔ رسالے کا آغاز بسم اللہ الرّحمان الرّحیم کے بعد مندرجہ ذیل ثنائیہ کلمات سے ہوتا ہے:

''حمد بے حد لائق ہے خداوند مسبب الاسباب کو کہ روز حشر ونشر سیئات وحسنات میزان عدل میں حکم سے اس کے سنجیدہ ہونے والے ہیں اور شفاعت سے حضرت سیّد المرسلین رحمۃ للعالمین رسول مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ کے اسباب مغفرت عاصیوں کے نکالے ہیں۔ اللّٰھم صل علیٰ محمد و آل محمد۔

جس کے بعد مصنف نے سبب تالیف پر روشنی ڈالی ہے۔ چنانچہ لکھا ہے:

''امابعد کہتا ہے بندہ خاکسار، ذرہ بے مقدار مہدی علی زکی کہ بعد فراغ کے تالیف سے شرح معیار الاشعار کے نفع عام کے واسطے یہ رسالہ زبان اردو میں لکھا گیا اور اوزان جو اردو اور فارسی میں مستعمل ہیں وہی منتخب کر کے اس مختصر میں ضبط کیے اور عروضیوں نے نام اوزان زحافات کے جو مقرر نہیں کیے میں نے موافق تجویز ناقص کے اس امر میں خلاف دستور جمہور مبادرت کی۔ اگر مرغوب طبائع سے یہ امر ہو تو زہے افتخار ورنہ ارباب نظر سے امید یہ ہے کہ مورد طنز نہ فرمائیں اور جو مقام قابل اصلاح پائیں حسبۃً للہ بے تکلف بتائیں اور نام اس رسالے کا ''یادگیر'' اور تاریخ صوری ومعنوی مصرع ثانی سے اس شعر کے پیدا ہے:

شد رسالہ پئے وزن اشعار
بیک الف و دو صد و شصت و چہار
۱۲۶۴ھ

جہاں تک رسالے کے مشتملات کا تعلق ہے یہ رسالہ مقدمہ' چار فصل اور خاتمے پر ترتیب دیا گیا ہے جس کی تفصیل مع صفحہ نمبر حسب ذیل ہے:

☆ مقدمہ: موضوع شعر اور اس کے متعلقات کے بیان میں (ص ۳)

☆ فصل اوّل، بیان حروف (ص:۳)

☆ فصل دوم، اجزائے ارکان کے بیان میں (ص:۶)

☆ فصل سوم، ارکان کے بیان میں (ص:۶)

☆ فصل چہارم، اوزان کے بیان میں (ص:۷)

☆ خاتمہ: اوزان رباعی کے بیان میں (ص:۳۳)

پیش نظر رسالے کے صفحہ نمبر ۳۴ اور ۳۵ پر دو شجرے لکھے ہیں۔ جن میں رباعی کے اوزان نقل ہوئے ہیں۔ ان شجروں کے متعلق مصنف کا بیان ہے:

''خواجہ حسن قطان خراسانی نے دو شجرے بنائے اور بنائے اوزان کی ۲۴ وزن پر رکھ کر ہر ایک شجرے سے بارہ بارہ وزن متعلق کیے۔ صورت شجروں کی ناپسند اور معانی پسندیدہ ہوئے۔ اس سبب سے ہیئت دونوں شجروں کی بدل کر اس پرداز پر بنائے۔''

پیش نظر رسالے کے خاتمۃ الطبع کی عبارت کو پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ مصنف نے پیش نظر رسالے کی تصنیف سے فراغت کے بعد ''رسالہ قافیہ'' لکھنا شروع کیا تھا۔ نیز صاحب مطبع کی جانب سے آخر میں یہ وضاحت کی گئی ہے کہ ''عنقریب انشاءاللہ بقیہ کلّیات کلام جناب ممدوح مثل تضمینات وواسوخت ورباعیات وقطعات وتاریخیات وقصائد ودیگر صنائع وبدائع دیوان فارسی چھاپا جائے گا۔ رسالہ قافیہ اس کے ساتھ شامل ہوگا، لیکن ایسا نہیں ہو سکا۔ یا پھر کم از کم ہمیں اس نام کا کوئی رسالہ دست یاب نہیں ہو سکا ہے اور نہ ہی کسی تذکرہ نگار نے اس قسم کے کسی رسالے کا ذکر کیا ہے۔ بلکہ عموماً تذکرہ نگاروں نے اسی پیش نظر رسالے کو علم عروض و قوافی سے متعلق مانا ہے۔ حالانکہ یہ رسالہ محض علم عروض سے متعلق ہے۔ اس میں قوافی کا بیان شامل نہیں ہے۔

علاوہ ازیں خاتمۃ الطبع کی عبارت سے پیش نظر رسالے کی تکمیل کی تاریخ کا بھی علم ہوتا ہے۔ نیز سید محمد زماں متخلّص بہ حکیم کا موزوں کیا ہوا ایک قطعہ تاریخ کتاب بھی آخر میں شامل ہے۔ خاتمۃ الطبع کی عبارت مع قطعات ملاحظہ ہو:

''الحمدللہ والمنت کہ رسالہ عروض آج کے روز جمعہ ہے اور تاریخ بست و دوم ربیع الاوّل ۱۲۶۵ھ میں بیت السلطنت لکھنؤ میں تمام ہوا اور رسالہ قافیہ شروع ہوا۔ واللہ المستعان۔

قطعات:

تاریخ طبع زاد سید محمد الزماں متخلص بحکیم

چو یاد گیر رسالہ طبع زاد زکی

کہ از پے شجر شعر صورت بجست

چوں کرسال نمودم بگفت ہاتف غیب

ہزار سال و دو صد شصت و پنج تاریخ است

صوری و معنوی آخر مصرعہ قطعہ اول سے ظاہر و باہر ہے۔چوں زکی از طبع معنی خیز در علم عروض، گفت بہر ریختہ گویان رسالہ دل پذیر ،فکر تار یخش نمودم چوں حکیم آمد ،گو عجب مقبول عالم شد رسالہ دل پذیر۔ ۱۲۶۵''

اردو اشعار کا نمونہ:

صرفہ اب پردہ دری میں دل نالاں کس کا

دامن یار ہی چھوٹا تو گریباں کس کا

غش ہوں میں طرز حسرت دیدار پر زکی

شیدا ہوں اشتیاقِ نگاہِ کلیم کا

(ص:۱۰)

ہم صفیر اپنا گلستان معانی میں زکی

کوئی پیدا نہ بجز بلبل شیراز ہوا

عاشق افسردہ خاطر کو بہار آئی تو کیا

غنچہ دل ہے ہوائے غم سے مرجھایا ہوا

روشن سواد خط سے جمال صنم ہوا

آئینہ دار کار جواہر رقم ہوا

اے رشک حور دیکھ کے اشکوں کے داغ سے

شہر چراغ دامن باغِ ارم ہوا

(ص:۱۵)

کسی کے چہرے پے ہم نے یہ ٹکٹکی باندھی

کہ اپنی آنکھ کا تل اس کے منھ کا خال ہوا

گیا میں جان سے خبر سن کے اس کے آنے کی

پیام مرگ مجھے مژدہ وصال ہوا

(ص:۱۶)

اے گل تری شہید تبسّم کے واسطے

پیرایۂ بہار گلابی کفن ہوا

(ص:۱۷)

پہنچی تو ہوگی کچھ خبر اس کو بھی اے زکی

چرچا مرے جنون کا جو ہر جابجا ہوا

(ص:۱۸)

رنج و راحت کے زکی خوب تماشے دیکھے

ماجرا ہستی موہوم میں کیا کیا نہ ہوا

(ص:۲۰)

روئے سیاہ خاک دکھائیں گے اے زکی

محشر کے دن ہے شرم ہماری خدا کے ساتھ

(ص:۱۴۷)

تنہا قفس میں بلبل خاموش ہوں زکی

کہیے تو کس سے کہیے کہ کیا واردات ہے؟

(ص:۱۸۱)

نگاہ در سے لڑی ہوئی ہے خیال ہر سو بٹا ہوا ہے

کسی کی آہٹ سنی ہے شاید کہ دل کو کھٹکا لگا ہوا ہے

(ص:۱۸۷)

علاوہ ازیں زکی نے فارسی میں بھی شعر کہے ہیں۔جس کا ثبوت ہمیں اس بات سے ملتا ہے کہ امیر مینائی نے اپنے تذکرے 'انتخاب یادگار' میں ص:۱۴۲ پر ان کے ۸ شعر فارسی زبان کے نقل کیے ہیں۔نیز زکی کی تخلیق کردہ چار داستانیں جو رام پور رضا لائبریری میں ہیں اس میں بھی جا بجا فارسی اشعار آئے ہیں جن میں زکی تخلّص استعمال ہوا ہے جس یہ وضاحت ہوتی ہے کہ یہ اشعار زکی کی موزونی طبع کا نتیجہ ہیں۔**ذیل میں** ان کا فارسی کلام بہ طور نمونہ پیش کیا جاتا ہے:

اشعار قصیدہ فارسی در منقبت:

لیلۃ القدر ست مضمون سواد نامہ ام

بوئے زلف حور آید از شب یلدائے من

سبزہ مے روید ز خاکِ من برنگ آسماں

آفتاب صبح باشد لالہ صحرائے من

خستہ جانی خوں کند صد آرزو ہا در دلم

ہمچو شمع داغ سوز و خندہ بر لبہائے من

ازغزل:

دیگر نیست سوائے دل خود کام زکی

کہ میان من و معشوق در اندازی ہست

ازمثنوی:

چوں نکہت گل چمن در آغوش
چوں زلف نسیم خانہ بدوش
روشن نفسی چو صبح امید
داغ جگرش بہار جاوید
از سینہ عروج حسن پیدا
آغاز جوانیش ہویدا
صبحے و قیامتے در آغوش
خونابۂ آفتاب در جوش

مذکورہ بالا سطور اور اشعار کے انتخاب سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ زکی نے شعر گوئی میں اہم خدمات انجام دی ہیں اور ان کی یہ خدمات سراہے جانے کے قابل ہیں۔ نیز ان کی شعری و نثری تخلیقات پر تحقیق کی کافی گنجائش ہے۔

(حاشیہ)

عموماً زیادہ تر تذکرہ نگاروں نے مثلاً امیر مینائی، شبیر علی خاں شکیبؔ، اور مؤلف خم خانہ جاوید وغیرہ نے [ذال] سے ذکی لکھا ہے۔ ہم نے زکی [ز] سے اس لیے لکھا ہے کہ زکی کی تخلیق کردہ چار داستانیں رام پور رضا لائبریری کے ذخیرہ مخطوطات میں شامل ہیں۔ ان سبھی میں زکی [ز] سے لکھا ہوا ہے۔ نیز ان سبھی داستانوں کے درمیان جہاں کہیں بھی اشعار آئے ہیں اور شاعر نے اپنا تخلّص استعمال کیا ہے وہاں بھی اسی املا کے ساتھ لکھا ہے ان سبھی داستانوں کی کتابت صاحب تذکرہ کے دور حیات میں ہوئی ہے۔ اور دوسرے سب داستانوں کے کاتب بھی جدا جدا ہیں۔ کسی ایک کاتب سے غلطی کے ہونے کا امکان ہے، لیکن سبھی سے ایک جیسی غلطی کا سرزد ہونا بعید از قیاس ہے۔ دوسرے زکی کا جو دیوان مطبع ریاض ملتان سے شائع ہوا ہے اس میں بھی زکی [ز] سے لکھا ہے اور صاحب گلستان سخن نے بھی زکی کے حالات حرف [ز] کے ضمن میں لکھے ہیں۔ لہٰذا ان سب وجوہات کی بنا پر ہم نے [ز] سے زکی لکھنے کو ترجیح دی ہے۔

مراجع:

۱۔ خمخانۂ جاوید۔ ج سوم، ص ۲۵۴۔۲۶۴، مصنفہ لالہ سری رام مطبوعہ دلی پرنٹنگ پریس۔ ۱۹۱۷ء
۲۔ گلستان سخن، ص ۲۶۶۔۲۶۷، مصنفہ مرزا قادر بخش بہادر صابرؔ، مطبع مرتضوی۔ ۱۲۷۱ھ
۳۔ رام پور کا دبستان، ص: ۳۸۵۔۳۸۶، شبیر علی خاں شکیبؔ، رام پور رضا لائبریری، سال طباعت ۱۹۹۹ء
۴۔ انتخاب یادگار، ص ۱۴۰، مصنفہ منشی امیر مینائی، اتر پردیش اردو اکادمی لکھنؤ۔ ۱۹۸۲ء
۵۔ مخطوطہ داستان 'طلسم جام جم' از مصنف، فن داستان وقصص۔ ۸۷۹۳
۶۔ مخطوطہ داستان 'طلسم حکیم قسطاس' از مصنف، فن داستان وقصص ۸۷۹۴۔
۷۔ مخطوطہ داستان 'طلسم سبع سباع' از مصنف، فن داستان وقصص۔ ۸۷۹۵
۸۔ مخطوطہ داستان 'حیرت کدۂ آصفی' از مصنف، فن داستان وقصص۔ ۸۷۹۶

○○

اردو صحافت کا ارتقا

اردو صحافت نے ارتقاء کا عمل کن مراحل سے گزر کر پورا کیا ہے اور اس کے صحافیوں نے اپنی جفاکشی، محنت اور جدوجہد سے تاریخ کے صفحات پر جو نقوش ثبت کیے ہیں یہ کتاب دراصل اسی کا ایک مبسوط خاکہ ہے جس میں دو صدیوں پر محیط اردو صحافت کے تاریخی، فنّی اور تکنیکی ارتقاء کی تاریخ کو سمیٹا گیا ہے۔ کتاب میں اردو صحافت کو درپیش مسائل پر بھی گفتگو کی گئی ہے۔

مصنف: معصوم مرادآبادی صفحات: ۲۲۴، قیمت: ۱۵۰؍روپے

ناشر: اردو اکادمی، دہلی